اداریہ

اردو تنقید ان دنوں کڑے امتحان سے گذر رہی ہے۔ ایک طرف مشرقی شعریات کی پوری روایت ہے جسے غفلت کی دیمک چاٹ رہی ہے اور دوسری طرف مغربی فکر و فلسفے کا غلبہ ہے جس نے ادب کا خوردبینی مطالعہ و تجزیہ کرنے کی روش عام کر رکھی ہے۔ اس روش کے فکری و علمی محاصل سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ادب کو متن سمجھ کر اس کے رگ و ریشے میں اتر جانا اور اپنے اپنے مطلب کے موتی چن لانا یقیناً نتیجہ خیز بھی ہے اور کارآمد بھی۔ لیکن جب سے ادب کے تحلیل و تجزیے کا چلن عام ہوا ہے، اس کی تحسین و تکریم کا عمل شدت سے متاثر ہونے لگا ہے۔ غیر جانب داری تنقید کا لازمہ ہے مگر بے ذوقی غیر جانب داری کا ناگزیر حصہ نہیں ہونی چاہیے۔ ہم اپنے ارد گرد دیکھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ماہرین ادب کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے لیکن ادب کا ذوق اسی نسبت سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ نقاد حضرات ادبی متون کے تانیثی، مابعد نوآبادیاتی، ساختیاتی یا مابعد جدیدی مطالعے تو کرتے ہیں لیکن ادب کے مطالعے سے پھوٹنے والے حظ اندوزی، ترفع ذات اور تحلیل حیات کے سوتے خشک ہوتے چلے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے ادبی مطالعے جمال انگیزی، تسکین و تزئین ذات اور قلبی و روحانی اہتزاز کا وسیلہ بننے کے بجائے صرف اور صرف فکری و فلسفیانہ کاوش بن کر رہ گئے ہیں۔ ضرورت ایک امتزاجی رویے کی ہے جو قدیم و جدید کے اثباتی پہلوؤں کو بہم کرکے، ادب کی تفہیم و تحسین کا حق ادا کر سکے۔

بنیاد کا چھٹا سالانہ شمارہ پیشِ خدمت ہے۔ اس شمارے میں اقبالؔ کے پہلے مجموعۂ کلام اسرارِ خودی (۱۹۱۵ء) کی اشاعت کے سو سال مکمل ہونے پر ایک خصوصی گوشہ ترتیب دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں زیرِ نظر شمارے میں یوسف خاں کمبل پوش کے دوسرے نودریافت سفرنامے، سیرِ ملک اودھ (۱۸۴۷ء) کا مکمل

متن اور کمبل پوش کی ایک نایاب رنگین تصویر کا عکس بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ سفرنامہ، جو پہلی مرتبہ منظرِ عام پر آ رہا ہے، بقول یاؔ لکھنؤ سے دس بارہ برس پہلے کے اودھ اور اس کے گرد و نواح کی دلچسپ اور عبرت آموز تصویر پیش کرتا ہے۔ امید ہے صاحبانِ علم و تحقیق اس دریافت کو کئی حوالوں سے مفید اور قابلِ غور پائیں گے۔ اس شمارے میں محمد عمر میمن (امریکا)، شمس الرحمان فاروقی (ہندوستان) محمد کیومرثی (ایران)، وحید الظفر خاں (ہندوستان) اور مہر افشاں فاروقی (امریکا) کے علاوہ پاکستان سے معین الدین عقیل، اکرام چغتائی، عارف نوشاہی، ایوب صابر، سعادت سعید، رؤف پاریکھ، ناصر عباس نیر، ضیا الحسن اور جلیل عالی جیسے معتبر محققین و ناقدین کے نام شامل ہیں۔ گوشۂ اقبال میں واصف علی واصف کا نایاب مضمون بھی بطورِ خاص شامل کیا گیا ہے۔ دیگر مقالہ نگار بھی مختلف جامعات یا اعلیٰ تدریسی اداروں سے تعلق رکھتے ہیں اور تحقیق و تنقید کے حوالے سے واضح شناخت کے حامل ہیں تاہم چند مقالات نو آموز محققین کے بھی ہیں اور بنیاد کی پالیسی کے مطابق نوجوان نسل کی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔ بنیاد میں شامل مقالات کی اشاعت کا فیصلہ ماہرین کی آرا اور تجاویز کے تحت کیا جاتا ہے۔ حوالہ جات کے لیے شکاگو مینوئل اوف سٹائل کو اختیار کیا گیا ہے۔ ہمارا عزم اور خواب ہے کہ آئندہ برسوں میں بنیاد کو عالمی سطح کے تحقیقی مجلات کی فہرست میں نمایاں مقام حاصل ہو سکے۔ اس منزل تک پہنچنے کے لیے تمام مقالہ نگاروں سے درخواست ہے کہ بنیاد کی اختیار کردہ رسمیاتِ تحقیق کی پابندی کریں۔

ہمیں یہ اعلان کرتے ہوئے مسرت ہو رہی ہے کہ بنیاد نے چند ہی برسوں میں علم و تحقیق کی دنیا میں قابلِ رشک مقام حاصل کر لیا ہے۔ اس کا ایک ثبوت تو پاکستان اور دیگر کئی ممالک کے علمی حلقوں سے ملنے والے حوصلہ افزا پیغامات ہیں اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن اوف پاکستان نے اسے منظور شدہ مجلات کی فہرست میں شامل کرنے کے ایک ہی سال بعد، ''وائی'' درجے کے مجلّات میں شامل کر لیا ہے۔ ہم خلوصِ دل سے سمجھتے ہیں کہ بنیاد کو یہ مقام دلانے میں ان تمام مقالہ نگاروں، جائزہ کاروں اور ادارتی و مشاورتی مجالس کے اراکین کی کوشش اور محنت برابر کی شریک رہی ہے، جن کی تحریریں ان شماروں کا حصہ بنیں، جنھوں نے مقالات کو دقتِ نظری سے جانچا اور مفید مشوروں سے نوازا اور جن کی تجاویز اور رہنمائی ہمیں حاصل رہی۔ ہم ان سب کرم فرماؤں کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان مہربانوں کے بھی شکر گزار ہیں جو بنیاد کے بارے میں اپنی مثبت آرا کا اظہار اپنے کالموں، تنقیدی تبصروں اور مراسلوں میں کرتے رہے۔

بنیاد گذشتہ تین برسوں سے اشتراکِ کار کا مظہر رہا ہے۔ بحیثیت مہمان مدیر یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے یاسمین حمید جیسی مخلص، انتھک اور بے لوث شخصیت کا تعاون، مدد اور رہنمائی حاصل رہی ہے۔ ذیشان دانش نے مدیر منتظم کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں جس جانفشانی اور غیر معمولی توجہ سے ادا کی ہیں وہ لائقِ تحسین ہی نہیں، قابلِ رشک بھی ہے۔ گرمانی مرکز کے دیگر اراکین بھی گاہے گاہے بنیاد کی بنیاد مضبوط کرنے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ میں اس پوری ٹیم کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ لیکن سب سے بڑھ کر اس ذات کے حضور احساسِ تشکر جو الاوّل بھی اور الآخر بھی۔ اس دعا کے ساتھ کہ ہم سب کو شہرِ علمؐ اور بابِ شہرِ علمؑ کی نسبت سے علم اور ادب کی توفیق ارزانی ہو!

نجیبہ عارف

مہمان مدیر

مئی ۲۰۱۵ء/رجب المرجب ۱۴۳۶ھ